بکت عینی وحق لہا البکاء
علی شمع سجیتہ الحیاء

(ترجمہ) میری آنکھ روئی اور اس کو رونے کا حق بھی حاصل ہے۔ ایک ایسے دریا دل پر جس کی فطرت میں حیا تھی۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو بڑے درد و کرب میں ڈوبے ہوئے اشعار کہے۔

سنہ ۱۵ھ میں ان کا انتقال ہوا، اللہ کی رحمتیں ہوں اس پاک نفس پر۔

اس کو غور سے پڑھیئے

(۱) نمونہ طلب کرنے والے حضرات تیس ۳۰ نئے پیسے کے ٹکٹ ارسال فرمائیں۔

(۲) پرانے خریدار ہر قسم کی خط و کتابت و ترسیل زر کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضروری جانیں،

(۳) جواب طلب اُمور کے لئے جوابی کارڈ آنا ضروری ہے۔

(۴) پرچہ نہ پہونچنے کی اطلاع دس ۱۰ تاریخ تک آنا ضروری ہے مگر دوسرا پرچہ اگلے مہینہ کے پرچے کے ساتھ ہی روانہ کیا جا سکے گا۔

(۵) ۱۰ تاریخ یا اس کے بعد وصول ہونے والے چندوں پر نئے خریداروں کو ماہ رواں کا پرچہ اگلے مہینہ کے پرچے کے ساتھ بھیجا جا سکے گا۔

(۶) غیر ملکی حضرات سے خط و کتابت پر کافی مصارف آتے ہیں اس لئے وہ حضرات بلا مطالبہ اپنے چندے ارسال فرما کر دفتر رضوان کو تعاون دیں۔

(۷) بعض حضرات کے ذمہ جب سالوں کی بقایا ہو جاتی ہے اور ان سے چندہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو فرماتے ہیں رسالہ بند کر دیجیئے، ایسے حضرات سے عرض ہے کہ وہ بقایا ہونے سے پہلے ہی اطلاع دیا کریں۔

منیجر "رضوان" لکھنؤ

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَر

ماہنامہ رضوان

لکھنؤ

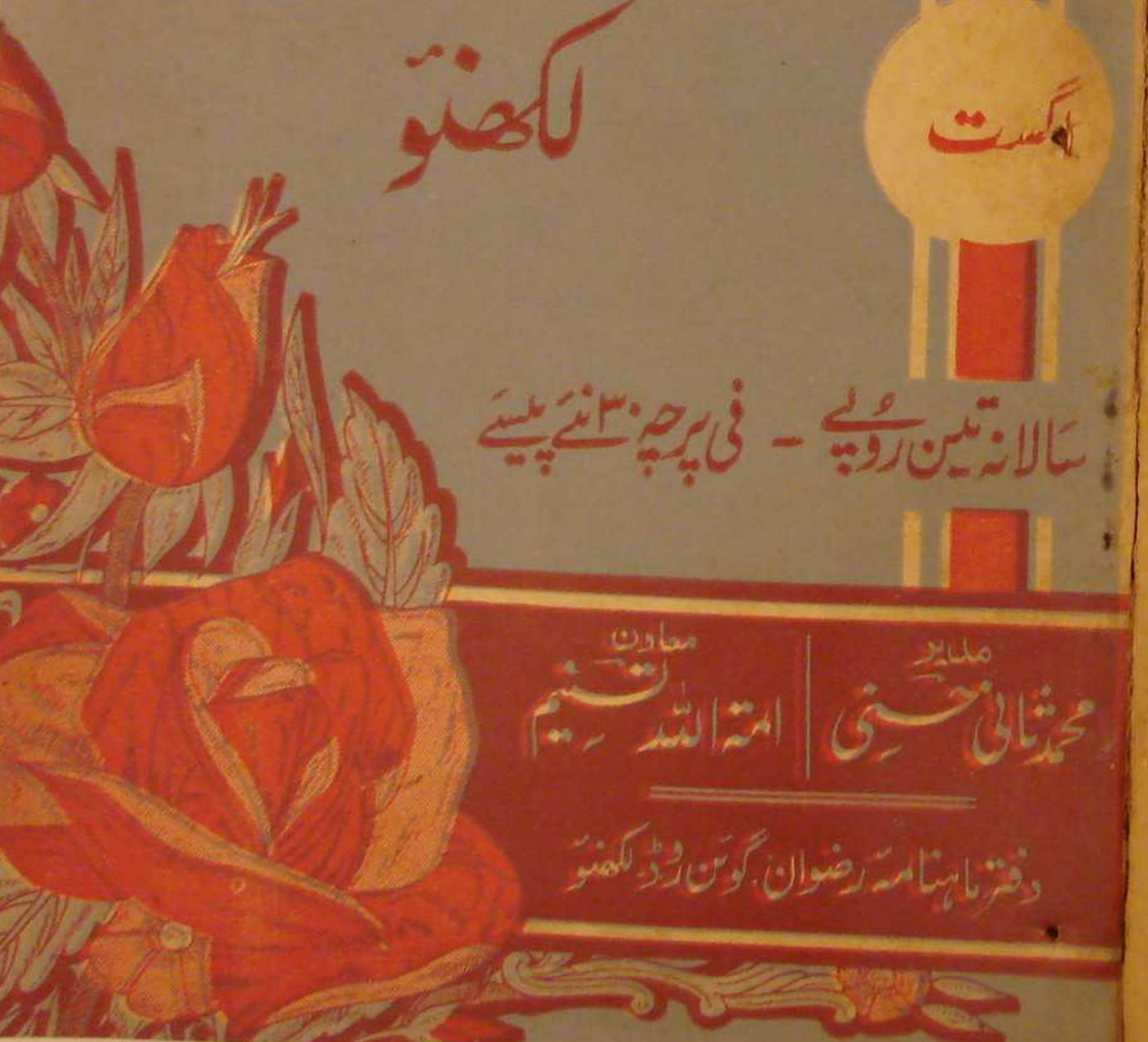

اگست

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

سالانہ تین روپے - فی پرچہ ۳۰ نئے پیسے

مدیر: محمد ثانی حسنی | معاون: امۃ اللہ تسنیم

دفتر ماہنامہ رضوان. گوئن روڈ لکھنؤ

RIZWAN Lucknow Regd. No. A-197

ہماری

چند اہم کتابیں

زادِ سفر، مترجمہ امۃ اللہ تسنیم، مقدمہ علامہ سید سلیمان ندوی رح۔ امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب ریاض الصالحین کا سلیس اور عام فہم ترجمہ، جس میں وہ صحیح روایات ہیں جن کا تعلق فضائل اعمال، اخلاق، اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہے۔ یہ کتاب بہترین دینی مصلح اور مربی و مرشد کا کام کرتی ہے۔ ہر عنوان کے نیچے پہلے قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ، پھر احادیث ہیں —— مکمل مجلد آٹھ روپے

حسنِ معاشرت مصنفہ والدہ مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی۔

مسلمان لڑکیوں کیلئے ایک ایسی کتاب جسمیں دینی ہدایات کیساتھ میکہ سے سسرال تک کے تمام امور خانہ داری سلیقہ شعاری، رہن سہن کے سارے طریقے بتائے گئے ہیں۔

قیمت ۶۲ پیسے

ہمارے حضور بچوں کیلئے اپنے طرز پر ایک نئی آسان اور مفید کتاب جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بڑے اچھے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے جو بچوں کے نصاب میں داخل کرنے کے لائق ہے، یہ کتاب امۃ اللہ تسنیم صاحبہ ایڈیٹر رضوان کی قصص الانبیاء کا آخری حصہ ہے۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام - گوئن روڈ، لکھنؤ

طبع نامیل دہلی آرٹ پریس دہلی میں چھپا

جامعہ ۳۱۵۵
۵۹۲۶۲

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

رضوان

جلد (۷) | اگست سنہ ۱۹۶۳ء مطابق صفر سنہ ۱۳۸۳ھ | نمبر (۸)

اگر اس دائرہ میں ◯ سُرخ نشان ہو تو

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا سال خریداری ختم ہو چکا، براہ کرم آئندہ سال کیلئے زرِ چندہ زیادہ سے زیادہ بیس ۲۰ تاریخ تک روانہ کر دیجئے ورنہ اپنی رائے سے مطلع کیجئے، اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آئندہ شمارہ وی۔پی سے ارسال ہوگا، جس میں آپ کے ۵۰ نئے پیسے لگیں گے۔

سالانہ چندہ

ہندستان میں .. .. .. تین روپیہ	ممالک غیر بحری ڈاک .. .. .. ۶ شلنگ
پاکستان میں .. تین روپیہ پچاس نئے پیسے	ممالک غیر ہوائی ڈاک .. .. .. ۱۰ شلنگ

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

ادارۂ نشر و اشاعت اسلامیات متصل خیر المدارس ملتان (مغربی پاکستان)

(۱) جن صاحب کو کسی ماہ کی ۶ تاریخ تک پرچہ نہ ملے وہ خریداری نمبر کے حوالہ سے مطلع فرمائیں ورنہ تعمیل مطلوبہ میں تاخیر ہو گی۔

(۲) پاکستانی حضرات ترسیل زر کے علاوہ جملہ خط و کتابت مع حوالہ نمبر خریداری پتہ ذیل سے کریں۔

نوٹ:۔ ایجنٹ حضرات براہ راست گفتگو کریں

دفتر:۔ ماہنامہ "رضوان" ۳۷۔ گوئن روڈ۔ لکھنؤ

فہرست

نمبر	عنوان	مضمون نگار	نمبر صفحہ
(۱)	ہماری بات	مدیر	۳
(۲)	معلّم انسانیت	مولانا ابوالحسن علی ندوی	۵
(۳)	اظہار مسرت (نظم)	حامد القادری بارہ بنکوی	۹
(۴)	بی اماں	مولانا عبدالرحمٰن ندوی نگرامی مرحوم	۱۰
(۵)	ماں کی گود	عذرا اختر (بھوپال)	۱۶
(۶)	سبحان اللہ (حمد)	حافظ عبدالسمیع	۱۹
(۷)	بات ایک شادی کی	نثار فاطمہ	۲۰
(۸)	حضرت حسن بصریؒ	طاہرہ بیگم پروین	۲۵
(۹)	شرمناک بھیک	(ماخوذ "الجمعیۃ" دہلی)	۲۸
(۱۰)	سراپا حقیقت	عائشہ خیری	۳۲
(۱۱)	کرم کی نظر (مناجات)	امۃ اللہ تسنیم	۳۶
(۱۲)	حضور اکرمؐ کی پھوپھی	سعید الاعظمی ندوی	۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہماری بات

حضرت عمرؓ اسلام لانے سے پہلے اسلام کے شدید دشمن تھے، وہ ایک بار (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے چلے کہ اسلام کی روشنی بالکل گُل ہو جائے، راستہ میں خبر ملی کہ ان کی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بھی مسلمان ہو گئے اس خبر نے آگ پر تیل کا کام کیا، راستہ بدل دیا اور بہن کے گھر پہنچے، دروازے پر رُک گئے، بہن قرآن پڑھ رہی تھیں، غصہ اور بڑھا، کُنڈی کھٹکھٹائی، بھائی کی پاٹ دار آواز سُنتے ہی بہن کی آواز رُک گئی، دروازہ کھُلا تو عمرؓ نے پوچھا کیا پڑھ رہی تھیں، بہن، بھائی کے تیور دیکھ رہی تھیں، بولیں کوئی بات نہیں، حضرت عمرؓ بولے مجھ کو معلوم ہو چکا ہے کہ تم دونوں اپنے آبائی مذہب سے پھر چکے ہو اور یہ کہہ کر بہنوئی پر پل پڑے، بہن دوڑیں اور شوہر کو بچانے لگیں، حضرت عمرؓ بے قابو ہو چکے تھے وہ بہن کو مارنے لگے اور اتنا مارا کہ بدن خون سے تر ہو گیا، بہن بولیں عمر تم جتنا بھی مارو میں اسلام سے پھر نہیں سکتی، اس صبر و استقلال کے آگے حضرت عمرؓ کی طاقت اور غصہ نے جواب دیدیا، وہ ٹھٹھک کر کھڑے ہو گئے اور کمزور بہن پر ہاتھ چھوڑ دینے سے شرمندہ ہوئے۔

بہن سے بولے۔ اچھا تم کیا پڑھ رہی تھیں، مجھے بھی دکھاؤ، بہن بولیں، پہلے غسل کرکے آؤ تب وہ پاک کلام تم پڑھ سکتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے غسل کیا اور پھر وہ اوراق پڑھنے شروع کئے اور جب اس آیت پر پہونچے اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ تو دل کی حالت ہی بدل گئی اور کہنے لگے مجھ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو، اور فوراً حضورؐ کی خدمت میں جاکر مسلمان ہو گئے۔

یہ واقعہ آپ نے نہ معلوم کتنی بار پڑھا ہوگا اور سنا ہوگا لیکن کبھی آپ نے سوچا کہ اس میں کتنی زندگی ہے اور اس سے کتنا بڑا سبق حاصل کیا جا سکتا ہے، ایک عورت اور کمزور عورت کے صبر و استقلال نے ایک قوی مرد اور سخت گیر بھائی کی کایا پلٹ کر دی، یوں تو ہدایت دینے والا خدا ہے لیکن بہن کے صبر و تحمل، استقامت و خودداری نے اسلام کی راہ ہموار کی، اس صابر خاتون نے سخت سے سخت تکلیف و اذیت برداشت کرنا گوارا کی مگر اسلام کو چھوڑنا ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہ کیا اور پھر صرف گوارا ہی نہ کیا بلکہ بھائی کو اسلام لانے پر مجبور کر دیا، قرآن کریم کے احترام کی یہ انتہا کہ بھائی کے اصرار پر بھی بغیر طہارت اور غسل کے ہاتھ نہیں لگانے دیا۔

ایسی ہی خواتین پر اسلام کو ناز ہے اور انھیں کی بدولت اسلام آندھی اور طوفان کی طرح بڑھا اور دنیا پر چھا گیا، آج بھی مسلمان خواتین کی تعداد کم نہیں، لیکن کتنی بہنیں ہیں جو اسلام کے لئے جان و مال قربان کرنے کو تیار ہیں اور ایمان کے لئے تکلیف و مصائب جھیلنے پر آمادہ۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مُعلّمِ انسانیت

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے،

(ربیع الاوّل کی مناسبت سے ایک ریڈیائی تقریر کا خلاصہ)

یوں تو اس دنیا کی عمر بہت بتلائی جاتی ہے مگر یہ دنیا کئی بار سو سو کر جاگی ہے اور مر مر کر زندہ ہوئی ہے، آخری بار جب یہ موت کی نیند سے بیدار ہوئی اور اس نے عقل و ہوش کی آنکھیں کھولیں وہ وہ دن تھا جب مکہ کے سردار عبدالمطلب کے گھر پوتا پیدا ہوا، وہ پیدا ہوا تو یتیم تھا مگر اس نے پوری انسانیت کی سرپرستی کی، اور دنیا کو نئی زندگی بخشی، سوتے میں جو عمر کٹی، وہ کیا عمر ہے؟ خودکشی میں جو وقت گزرا وہ کیا زندگی ہے؟ اس لئے سچ پوچھیے تو موجودہ دنیا کی کام کی عمر چودہ سو (۱۴۰۰) برس سے زائد نہیں،

چھٹی صدی مسیحی میں انسانیت کی گاڑی ایک ڈھلوان راستے پر پڑ گئی تھی، اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا، راستے کا نشیب بڑھتا جا رہا تھا، اور رفتار تیز ہوتی جا رہی تھی، اس گاڑی پر انسانیت کا پورا قافلہ اور آدمؑ کا سارا کنبہ سوار تھا، ہزاروں برس کی تہذیبیں اور لاکھوں انسانوں کی محنتیں تھیں، گاڑی کے سوار بیٹھی نیند سو رہے تھے، یا زیادہ اچھی جگہ حاصل کرنے کے لئے آپس میں دست و گریباں تھے، کچھ تنک مزاج تھے جو جب ساتھیوں سے روٹھتے تو ایک طرف سے دوسری طرف منھ پھیر کر بیٹھ جاتے کچھ ایسے جو اپنے جیسے لوگوں پر حکم چلاتے، کچھ کھانے پکانے میں مشغول تھے کچھ

گانے بجانے میں مصروف، مگر کوئی یہ نہ دیکھتا کہ گاڑی کس غار کی طرف جا رہی ہے، اور اب وہ کتنا قریب رہ گیا ہے۔

انسانیت کا جسم تر و تازہ تھا مگر دل نڈھال، دماغ تھکا ہوا، ضمیر بے حس و مُردہ نبضیں ڈوب رہی تھیں اور آنکھیں پتھرانے والی تھیں، ایمان و یقین کی دولت سے عرصہ ہوا یہ انسانیت محروم ہو چکی تھی، پورے پورے ملک میں ڈھونڈے سے ایک صاحبِ یقین نہ ملتا۔ توہمات کا ساری دنیا پر قبضہ تھا، انسانیت نے اپنے کو خود ذلیل کیا تھا، انسان نے اپنے غلاموں اور چاکروں کے سامنے سر جھکایا تھا، ایک خدا کے سوا سب کے سامنے اس کو جھکنا منظور تھا، حرام اُسکے منہ کو لگ گیا تھا۔

شراب اُسکی گھٹی میں گویا پڑی تھی جُوا اُسکی دن رات کی دل لگی تھی

اِس دنیا کے مالک کو اپنے گھر کا یہ نقشہ پسند نہ تھا، آخر کار اس نے عرب کی آزاد اور سادہ قوم میں، جو فطرت سے قریب تھی، ایک پیغمبر بھیجا، کہ پیغمبر کے سوا اب اِس بگڑی دنیا کو کوئی بنا نہیں سکتا تھا، اس پیغمبر کا نام نامی محمدؐ بن عبد اللہ ہے، اللہ کے لاکھوں سلام و درود ہوں اُن پر ؎

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

اس زندگی کی ہر چیز سلامت تھی، مگر بے جگہ و بے قرینہ، زندگی کا پہیہ گھوم رہا تھا، مگر غلط رُخ پر، اصل خرابی یہ تھی کہ زندگی کی چُول کھسک گئی تھی اور ساری خرابی اسی کی تھی،

انھوں نے اس زندگی کی چول بٹھا دی، مگر اپنی زندگی اور اپنے خاندان

کی زندگی کو خطرے میں ڈال کر، اور اپنا سب کچھ قربان کر کے، انھوں نے اس مقصد کی خاطر بادشاہی کا تاج ٹھکرایا، دولت اور عیش کی بڑی سے بڑی پیشکش کو نامنظور کیا محبوب وطن کو چھوڑا، ساری عمر بے آرام رہے، پیٹ پر پتھر باندھے، کبھی پیٹ بھر کھانا نہ کھایا، گھر والوں کو فقر و فاقہ میں شریک رکھا دنیا کی ہر قربانی میں، ہر خطرے میں پیش پیش اور ہر فائدہ اور ہر لذت سے دُور دُور، لیکن دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے، جب تک کہ دنیا کو صحیح رُخ پر نہ ڈال دیا اور تاریخ کا دھارا نہ بدل دیا۔

تیئیس برس میں دنیا کا رُخ پلٹ گیا، دنیا کا ضمیر جاگ گیا، نیکی کا رجحان پیدا ہو گیا، اچھے بُرے کی تمیز ہونے لگی، خدا کی بندگی کا راستہ کھل گیا، انسان کو انسان کے سامنے اور اپنے خادموں کے سامنے جھکنے میں شرم محسوس ہونے لگی، اونچ نیچ دُور ہوئی، قومی و نسلی غرور ٹوٹا، عورتوں کو حقوق ملے، کمزوروں و بے کسوں کی ڈھارس بندھی، غرض دیکھتے دیکھتے دُنیا بدل گئی، جہاں پورے پورے ملک میں ایک خدا سے ڈرنے والا نظر نہ آتا ہو وہاں لاکھوں کی تعداد میں ایسے انسان پیدا ہو گئے جو اندھیرے اُجالے میں خدا سے ڈرنے والے تھے یقین کی دولت سے مالا مال تھے، جو دشمن کے ساتھ انصاف کرتے تھے، جو حق کے معاملے میں اپنی اولاد کی پرواہ نہ کرتے، جو اپنے خلاف گواہی دینے کے لئے تیار رہتے، جو دوسروں کے آرام کی خاطر مصیبت برداشت کرتے، جو کمزور کو طاقتور پر ترجیح دیتے، رات کے عبادت گزار، دن کے شہسوار، دولت، حکومت، طاقت، خواہشات، سب پر

حاکم، سب پر غالب، صرف ایک اللہ کے محکوم، صرف ایک اللہ کے غلام، اُنھوں نے اس دنیا کو علم، یقین، امن، تہذیب، روحانیت اور خدا کے ذکر سے بھر دیا۔

زمانے کی رُت بدل گئی، انسان کیا بدلا، جہان بدل گیا، زمین و آسمان بدل گئے، یہ سارا انقلاب اسی پیغمبر کی کوشش اور تعلیم کا نتیجہ ہے، آدمؑ کی اولاد پر آدم کے کسی فرزند کا ایسا احسان نہیں، جیسا محمدؐ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دنیا کے انسانوں پر ہے، اگر اس دنیا سے وہ سب لے لیا جائے، جو محمدؐ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کو عطا کیا ہے تو انسانی تہذیب ہزاروں برس پیچھے چلی جائے گی، اور اس کو اپنی زندگی کی عزیز ترین چیزوں سے محروم ہونا پڑے گا۔

آج کا دن مبارک کیوں نہ ہو ——— کہ

آج ہی کے دن دُنیا کا سب سے مبارک انسان پیدا ہوا، جس نے اس دنیا کو نیا ایمان اور نئی زندگی عطا کی ؎

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
وہ سب پودا انھیں کی لگائی ہوئی ہے

حامد القادری بارہ بنکوی

اظہارِ مسرّت

صبائے تقرب سے سرشار نظر آئے
جو کوئے محمدؐ سے بادیدہ تر آئے

اللہ کے گھر پہنچے، محبوب کا گھر دیکھا
راضی برضا ہو کر پھر لوٹ کے گھر آئے

نازاں تھی بہت جن پر خود بے سر و سلمانی
وہ گنبدِ خضرا کا نظارہ بھی کر آئے

کونین سے افضل ہے خاکِ درِ جانانہ
جو خاک پہ سر پہنچے وہ تاج بہ سر آئے

تھے روزِ ازل ہی سے جو چشمِ تصوّر میں
سجدوں کے تسلسل سے وہ نقش اُبھر آئے

شمعِ غمِ ہستی بھی دم توڑنے والی ہے
اے کاش مدینے سے پیغام سحر آئے

حامدؔ کو حضوری کی حسرت ہے مرے اللہ
گر تو ہی کرم کر دے اُمید یہ بر آئے

"بی اماں"

مولانا عبدالرحمٰن ندوی نگرامی مرحوم استاذ دارالعلوم ندوہ شریک ایڈیٹر سچ کے قلم سے

۲۱ر فروری ۱۹۲۲ء کی صبح کو کارکنان خلافت کمیٹی نے مولانا آزاد کے دولت خانہ پر بی اماں کی خدمت میں حاضری دی، کارکنان کی عنایت اور مہربانی سے طفیلیوں کے طور پر میں نے بھی شرف باریابی حاصل کیا، میں ابتداء سے انتہا تک سکوت اور خاموشی کے عالم میں رہا اور میرا دل اندر ہی اندر قدیم ہندستانی شرفاء کی تربیت، ان کی مذہبی عقیدت اور خدا اور رسول کے نام پر ان کی شیفتگی اور پختگی و استقلال کے افسانے یاد کر رہا تھا۔

بی اماں کا زمانہ :-

بی اماں ۱۸۵۷ء میں پانچ برس کی تھیں، وہ یہ زمانہ ہے جب کہ ہندستان میں مسلمانوں کا قافلہ لٹ چکا تھا اور ان کا شیرازہ بکھر چکا تھا، سچی اور صحیح اسلامی تعلیم مفقود ہو چکی تھی، پھر بھی دلّی، مراد آباد، رام پور اور اس کے گرد و نواح میں اونچے درجے کے شرفاء میں تربیت کی سخت پابندی تھی، خدا اور رسول کی محبت کا ہر گھر میں چرچا تھا، سلف کے طریقہ کی عظمت تھی اور انھیں کا طریقہ معاش پسند کیا جاتا تھا۔

بی اماں خود کیا تھیں :-

بی اماں میں ان تمام چیزوں کی جھلک پائی جاتی تھی، اور وہ قدیم تربیت کی ایک نہایت عمدہ اور بہترین مثال ہیں، میں پوری سچائی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس بیس منٹ کے عرصہ میں میرے دل میں جو کیفیت طاری ہوئی موجودہ عہد کی عورتوں کا تو کیا ذکر ہے اکثر ارباب علم و فضل کی مجلسیں بھی اس سے خالی نظر آتی ہیں، میں جانتا ہوں کہ بی اماں علوم عقلیہ و نقلیہ میں کوئی کمال نہیں رکھتی تھیں اور نہ عام اصطلاح کے لحاظ سے وہ کوئی صاحب کرامت ولیہ ہیں، لیکن اگر اخلاق کی خوبی، خدا اور رسول کی محبت، اسلام کا درد، پیروی طریقۂ سلف کی خواہش اور سب سے بالاتر تصنع و تکلف سے براءت کوئی چیز ہے تو بے شبہ وہ اس عہد میں نہ صرف عورتوں کے بلکہ مردوں کے لئے لائق تقلید ہیں۔

بزرگوں کا طریقہ اختیار کرو :-

دوران گفتگو میں انھوں نے زیادہ تر پرانے طریقوں کو اختیار کرنے پر زور دیا اور فرمایا، شوکت و محمد کو میں برابر تعلیم کے زمانہ میں وضع قطع تراش خراش میں پرانی روش کو نہ چھوڑنے کے لئے کہتی رہی لیکن اس زمانے میں کچھ ہوا ایسی چلی کہ انھوں نے میری بات پر کان نہ دھرا، اب الحمد للہ کہ وہ راہِ راست پر آ گئے، قدیم زمانہ کی بوڑھی اور سیدھی عورتوں کی طرح انگریزی حکومت کو وہ نئی تراش کے لفظوں سے کم یاد کرتی ہیں اور زیادہ تر فرنگی کا لفظ استعمال کرتی ہیں، اس جملہ کو انھوں نے کئی بار دہرایا کہ میرے بھائیو! فرنگی چال چلن کو خیرباد کہو، اپنے بزرگوں کا رویہ اختیار کرو، اسی سلسلہ میں انھوں نے

فرمایا کہ جب غدر کے بعد لوگ فرنگیوں کی طرف جھکے اور ان کے چال چلن اختیار کرنے لگے تو اگلے زمانے دیکھے ہوئے کہا کرتے تھے کہ انکی نوکریوں کو قبول نہ کرو، ان لوگوں کو نصرانیوں کی باتوں پر اعتبار نہ تھا، چنانچہ میری پرنانی فرمایا کرتی تھیں کہ فرنگیوں کے انعام نہ لو یہ ان کی چال ہے۔

علی برادران کا ذکر :-

علی برادران کا ذکر آجانے پر بی اماں نے ان دونوں بھائیوں کی خدمت کا انکسار اور عاجزی کے لہجہ میں ذکر کیا اور فرمایا کہ اس وقت وہ دونوں بھائی جیل میں جو صعوبتیں اٹھا رہے ہیں وہ اسلام کی راہ میں بہت ہی کم ہیں، ہمارے پیغمبر صاحب کو تو بڑی بڑی تکلیفیں ہوئیں انھوں نے بڑی عقیدت سے بیان کیا کہ آج شوکت و محمد جو کر رہے ہیں وہ خدا کی خاص عنایت و مہربانی ہے۔

فرمانے لگیں کہ جب ان کے باپ گزر گئے تو محمد علی سوا برس کا تھا، شوکت کوئی پانچ برس کا ہوگا، اللہ نے بڑی مشکلوں سے ان کی پرورش کرائی، میں حج کو جب گئی تو طواف کے وقت غلاف کعبہ کو تھام کر میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار تو نے محض اپنے فضل سے ان بچوں کی پرورش کرائی، میں بے کس اس قابل نہ تھی، اب اتنی دعا ہے کہ ان کو سچا مسلمان بنا دے، سو اللہ نے تو ان دونوں بھائیوں کو اپنی راہ میں لگا لیا۔ اب ایک ذوالفقار علی رہ گیا ہے جو ان دونوں سے تیز ہے، خدا اس کو بھی سیدھی راہ دکھائے۔ بی اماں نے تمام تر گفتگو انتہائی سنجیدگی و متانت سے فرمائی، لیکن جب خلافت اور مسلمانوں کی تباہی کا ذکر کرنے لگیں تو میں نے

دیکھا کہ جوش کی وجہ سے ان کو بوڑھے اور لاغر ہاتھ کانپنے لگے تھے اور ان کے چہرے پر غم و غصہ کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔

فرمانے لگیں کہ جب شوکت و محمد گرفتار ہو گئے تو میں بڑھیا اپاہج جس کو چارپائی سے اٹھنا دشوار تھا، کراچی جانے کو تیار ہو گئی، کراچی میں میں نے شوکت سے کہا کہ بیٹا میں کسی قابل نہیں لیکن اگر تم لوگوں کے طفیل سے اس آخری عمر میں کچھ خدمت اسلام ہو سکے تو بڑی خوش نصیبی ہے، فرمایا کہ میں نے اپنا کفن تیار کر کے اپنے ساتھ رکھ لیا ہے اور اشفاق (شوکت علی صاحب کے سکریٹری) سے کہہ دیا ہے کہ عمر کا کیا ٹھکانا ہے سفر میں موت آجائے تو میرے مسلمان بھائیوں سے دو گز زمین مانگ کر مجھے دفنا دینا۔

مقام صبر و رضا :-

پرانی عورتیں مقام صبر و رضا میں بہت مضبوط اور مسئلۂ تقدیر کے حقیقی فوائد سمجھتی رہی ہیں اور اس اعتقاد کی بدولت ان کی گودوں میں جن بچوں نے پرورش پائی وہ دنیاوی طاقتوں سے بے خوف اور ظاہر قوتوں کے نمود سے نڈر رہے، بی اماں کے دل میں بھی یہ خیال مضبوطی سے قائم ہے، فرمایا کہ میں نے تو سات برس ہوئے اپنے بچوں کو خدا کے سپرد کر دیا۔ تم دیکھو کہ سات برس ہو گئے لیکن خدا شوکت و محمد کی حفاظت کر رہا ہے انگریزان کا ایک ناخن بھی نہ اکھیڑ سکے۔ لیکن اگر اللہ کی مرضی یہی ہے کہ میرے دونوں بچے اس راہ میں جان دیدیں تو ان کو کون بچا سکتا ہے

نوازش علی (محمد علی صاحب کے بڑے بھائی) کا جب وقت آگیا تو ہم نے کیا کرلیا۔ اس عقیدے کا ان کے دل پر بڑا گہرا اثر ہے، چنانچہ ایک بزرگ نے محمد علی صاحب کی خدمات کا شمار کراتے ہوئے کہا کہ یہ سب آپ کی تربیت کا طفیل ہے تو بڑی سختی سے بی اماں نے اسکی تردید کی اور کہا کہ اسلام کی راہ میں سب ہیچ ہے، اب میرا کچھ نہیں، میں نے سب کچھ اللہ کے سپرد کر دیا، انھوں نے حکومت کے انجام کی طرف ان سادہ لفظوں میں اشارہ کیا کہ اب اس کی قسمت لوٹ چکی ہے۔

نفس کی اطاعت گمراہی ہے:۔

انھوں نے نیکی کے پھیلانے پر خاص طور سے نصیحت کی اور کہا کہ انسان دو بادشاہوں کے جھگڑے میں ہے، ایک بادشاہ روح اور عقل وزیر ہے اور دوسرا بادشاہ نفس ہے اور دل اس کا وزیر ہے، جس نے نفس کی اطاعت کی وہ گمراہ ہوا، اور جس نے روح کا کہنا مانا وہ سیدھے راستہ پر چلا۔ بی اماں کے اس جملے نے جسے اغلباً انھوں نے اپنے کسی بڑے بوڑھے یا صالح اور متقی انسان سے سُنا ہے میرے اوپر روحانی سبق کا دروازہ کھول دیا اور میرے دل کو ایک غلط فہمی سے نکال لیا جس میں نسل جدید کے بہت سے لوگ گرفتار ہیں۔ موجودہ مظالم اور سختیوں کے متعلق فرمانے لگیں کہ لوگوں کو چھوڑ دو، وہ جس قدر چاہیں مظالم میں چڑھ جائیں جو جتنا بلند چڑھتا ہے اتنا ہی زور سے گرتا اور چوٹ بھی زیادہ کھاتا ہے، عدم تشدد کے بارے میں فرمایا کہ ہم لوگ کمزور اور وہ زبردست اگرچہ میں اس کو زبردست نہیں مانتی، زبردست تو صرف اللہ ہے

لیکن دنیا عالم اسباب ہے اس لئے ہمیں یہی کرنا چاہیئے۔

بی اماں ایک قابل تقلید ماں:۔

بی اماں کی خدمت میں میری حاضری کا یہ پہلا اتفاق تھا اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ علی برادران کے اخلاق و عادات اور ان کے مضبوط کیریکٹر میں جس قدر بی اماں کی خوش سلیقہ تربیت کا اثر ہے غالباً وہ کسی کے اس قدر منت پذیر نہیں ہیں۔ اس قسم کی باتیں اب ہمارے اندر مفقود ہیں کاش اس زمانے کی عورتیں بی اماں کو دیکھیں اور ان کے جیسے عقائد و خیالات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر علی برادران کے ساتھ وہ معاملہ کیا جاتا جو عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ کیا گیا تو بی اماں اپنے صبر و استقلال میں حضرت اسماءؓ والدہ ابن زبیرؓ کی سنت زندہ کرتیں۔

اس قسم کے خیالات ہمارے ملک کے شریف خاندانوں میں اکثر پائے جاتے تھے لیکن اب ہم میں وہ رسم و آئین کہن کہاں، ایک بی اماں کو دیکھ کر یاد آجاتا ہے ؎

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ
آثار پدید است صنادید عجم را

("صدق جدید" لکھنؤ)
۲۱ دسمبر ۱۹۵۲ء

عذرا اختر (بھوپال)

ماں کی گود

لڑکیاں بہ نسبت لڑکوں کے ہر اچھی بُری بات کا اثر جلدی قبول کر لیتی ہیں، آج کل مغربی تمدن نے ہندستانی ماحول پر اتنا اثر جمایا ہے کہ نئی زمانہ نوجوان لڑکیاں فیشن کی تتریاں ہو کر رہ گئی ہیں، انھوں نے اثرات مغرب کو مردوں سے زیادہ جلد قبول کر لیا، عورت کا فطری ذوق نمائش و زینت ہے، اگر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آج کل کی لڑکیاں پاؤڈر سینٹ اور مغربی نمائشی اشیاء کی بہت زیادہ شوقین ہیں تو کیا اس کے ذمہ داران کے فیشن زدہ باپ بھائی اور شوہر نہیں ہیں؟ جنھوں نے تعلیم کا ماحصل قیمتی سوٹ سینٹ سے بسے ہوئے رومال اور فیشن ایبل ٹائیاں سمجھ رکھی ہیں، آج کل اگر کسی اسکول میں یا کسی محفل میں آپ کو ایک ایسی لڑکی نظر آئے جس کے رخساروں پر حیا کا غازہ ہو، پیشانی پر صداقت کا ٹیکا، جس کی ہر ادا سے بجائے عشوہ غمزے کے عصمت و حیا ٹپکتی ہو۔ تو ان سب خوبیوں کی حامل اسکی اچھی تربیت ہے جو اسکی ماں کی طرف سے دی گئی ہے، سعادت مند لڑکی کے پیش نظر ہر اپنی مقدس ماں کا چہرہ رہتا ہے۔ عالم طفلی کے نصائح مشورے اب تک اس کو یاد ہیں، جو لڑکیاں واقعی تعلیم یافتہ اور اچھی تربیت پائے ہوئے ہوتی ہیں وہ کبھی فیشن پرست

نہیں ہوتیں، لیکن بدقسمتی سے ماؤں کی بدولت ہماری سوسائٹی میں ایسی بلند دماغ ہستیاں بہت کم نظر آئیں گی، کیونکہ ہماری ماؤں نے یہ سوچنا چھوڑ دیا کہ ہم اپنی اولاد کی تربیت ایسی کریں کہ مذہب اسلام ان پر فخر کرے دنیا بھی ان کی ٹھیک ہو اور آخرت بھی بن جائے، نتیجہ یہ ہے کہ آپ کو اب ایسی لڑکیاں نظر آئیں گی جو بزرگ خواتین کا مذاق اڑائیں، مذہبی مسائل کی بالکل حقیقت نہ سمجھیں، گھر کے کام ان کے لئے کسر شان اور گھر میں رہنا وبال جان ہو، بغیر قیمتی ساریوں اور نیلون کے دوپٹوں، فینسی شوز، لپسٹک پوڈر، کریم کے زندگی دوبھر ہو، سینما جانے کی روزانہ خواہش مند ہوں، صبح و شام آئینہ دیکھا کریں، ایک ناخن کی آرائش میں گھنٹوں صرف کر دیں، ماں جس کام کو کہے ٹکا سا جواب دیدیں اور ماں اپنی تعلیم یافتہ صاحبزادی کی صرف تعلیم کی جانب سے مطمئن ہو کر اس کے جواب کو شہد کا گھونٹ سمجھ کر پی لے، سو ضرورتیں روک کر صاحبزادی کے لئے لوازمات فیشن مہیا کر دیں، اب آپ ہی بتائیے قصور کس کا ہے، والدین کا یا کسی اور کا، اگر آپ انصاف کریں تو یہی کہنا پڑے گا

نام، ماں کی گود کا ہے مکتب اوّل بجا
ایک ماں کی تربیت پر سو معلّم ہوں فدا

اس لئے ماؤں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں اور لڑکوں کو آج ہی سے ایسی تربیت دینا شروع کر دیں کہ وہ بڑھ کر سچے مسلمان بن جائیں اور خدا تعالیٰ کے احکام پر چلیں، لیکن سب سے پہلے ماں باپ کو عملی زندگی اختیار

کرنا چاہیئے، ہماری نئی نسلیں اس لحاظ سے بڑی بدقسمت ہیں کہ گھروں کے اندر کبھی قرآن کی آواز ان کے کانوں میں نہیں پڑتی اور نہ وہ اپنی آنکھوں سے گھر کے لوگوں کو کبھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہم اس لحاظ سے خوش قسمت تھے کہ بچپن میں ہم اپنے گھروں میں قرآن کی آواز سنتے تھے اور اپنے بڑوں کو نماز پڑھتے دیکھتے تھے، لیکن موجودہ نسل کی یہ بدقسمتی انتہا کو پہنچ گئی ہے کہ گھروں کی ایسی فضا میں وہ پرورش پا رہی ہے، اگر ہمارے گھروں کا یہی حال رہا اور نسلیں اس طرح غلط تربیت حاصل کرتی رہیں تو جب زندگی کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں آئے گی، اس وقت شائد اسلام کا نام بھی باقی نہ رہ سکے گا، اب آپ اس صورت حال کو ختم کریں اور اس فکر میں لگ جائیں کہ گھروں کی معاشرت میں روزمرہ کے رہن سہن میں زندگی کے مختلف معمولات میں اسلام نمودار ہو اور ہمارے بچوں کو آنکھوں کے سامنے چلتا پھرتا نظر آئے، بچے اسے دیکھیں اس کا مزہ چکھیں اور اس سے اثر قبول کریں، اُن کے کانوں میں بار بار قرآن کی آواز پڑے، وہ دن میں پانچ مرتبہ گھر میں نماز کا منظر دیکھیں) پھر وہ اپنی فطرت کے تحت اپنے بڑوں کی تقلید کریں، دوسری بات شرم حیا ہے، یہ بھی ماں کی گود ہی سے لڑکی سیکھتی ہے، لڑکی جب بڑی ہو تو اس کو نظر نیچے کر کے چلنے، سر ڈھانکنے کی تاکید کیجیئے، تربیت کرنے میں اگر ان باتوں کا خیال رکھا گیا تو لڑکی کی شرم وحیا جو اللہ تعالیٰ نے عورت کو دی ہے برقرار رہے گی ورنہ شرم ختم ہو جائے گی۔

سُبحان اللہ

★:— حافظ عبدالسمیع ادیب ماہر

یہ ٹھنڈی ہوا کا ہر جھونکا
جھونکوں سے لچکنا شاخوں کا
شاخوں میں چٹکنا کلیوں کا
اور اس پہ مہکنا پھولوں کا
سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ ابر، یہ بوندیں، اور یہ ہوا
چڑیوں کی چہک، کوئل کی نوا
دیکھو تو ذرا، دیکھو تو ذرا
آتی ہے نظر کیا شان خدا
سُبحان اللہ سبحان اللہ

پھولوں کی مہک پیاری پیاری
خوشبو سے فضا مہکی ساری
سرسبز چمن کی ہر کیاری
یہ قدرت کی ہے گل کاری
سُبحان اللہ سُبحان اللہ

بات ایک شادی کی

نثار فاطمہ

ایک کھاتے پیتے گھرانے میں شادی تھی، وہ گھرانا بظاہر دیندار بھی تھا، آج کل دینداری کی جو اصطلاح ہے یعنی کبھی کبھار نماز پڑھ لینا، رمضان کے روزے رکھ لینا، ماشاءاللہ اس گھرانے میں کئی آدمی حج بھی کر آئے تھے، خیر شادی کی دھوم دھام مہینوں پہلے سے شروع ہوگئی تھی، ہر روز کپڑوں اور زیوروں کی خریداری ہوتی، تھان پہ تھان آرہے تھے، گھر میں صبح سے شام، شام سے صبح تک چہل پہل تھی، جتنے جتنے دن قریب آتے گئے دھوم دھام میں اضافہ ہوتا گیا، اب بارات کا دن آگیا، نقارے بجنے لگے، باجوں کی آواز سے کان پھٹنے لگے، دولھا کے گھر سے ایسی بارات چلی جیسے بادشاہ کی سواری آرہی ہو، جھنڈے جھنڈیاں، باجے تماشے، آتش بازی، سیکڑوں آدمی، اِدھر دُلھن کے گھر عورتوں کا ایک ریلا چلا، زرق برق لباسوں میں ملبوس، ہر خیال کی عورت موجود، شادی کیا تھی ایک میلہ تھا، ایک نمائش تھی، جس کٹ کا لباس دیکھنا ہو دیکھا جاسکتا تھا، سیکڑوں فیشن ایک جگہ جمع تھے، لیجئے جہیز کی نمائش شروع ہوئی، بکسوں کا انبار، ان میں سامان آرائش کی بہتات

قیمتی سے قیمتی سامان!

"اے بہن اتنے زیادہ سامان کی کیا ضرورت تھی۔ ان میں کتنی ایسی چیزیں ہیں جو سالہا سال تک کام نہ آئیں گی، اور پھر اس زمانہ میں جب ضروریات زندگی کا حاصل ہونا مشکل ہو رہا ہے"

میری اس آواز پر چاروں طرف سے آنکھیں نکل آئیں، ساری بہنیں جو جہیز کے بکسوں پر ٹوٹی پڑتی تھیں گھورنے لگیں اور کئی طرف سے آوازیں کسی جانے لگیں۔

ایک خاتون بولیں۔ "دیکھو تو کیسی پارسا بن کے آئی ہیں، کیا لڑکی کو فقیرنی بنا کر بھیجا جائے اور ساس سسر کے طعنے سننے کو ڈھکیل دیا جائے لڑکی تو ایسی گئی گزری نہیں، ابھی پرسوں کی بات ہے کہ ہمارے محلے کے قریب خاں صاحب کے یہاں شادی تھی، کیا ایسا جہیز دیا گیا ہوگا کہیں، لوگ واہ واہ کہہ رہے ... تھے، ہر طرف چرچا تھا اور سسرال والے تو خوشی میں پھولے نہیں سماتے تھے، . . . . . .

. . . . . مجھ کو خوب معلوم تھا کہ ہزاروں روپوں کا جو جہیز کی تیاری میں وارا نیارا کیا گیا تھا وہ کہاں سے آیا تھا۔

لیجئے اب مہر کی بات چلی، صبح سے شام ہوگئی مگر مہر کا قصہ ختم نہ ہوا، باہر کے لوگ الگ پریشان، گھر کے لوگ الگ بدحواس، لڑکی والوں کی طرف سے ایک لاکھ مہر کا مطالبہ، مجھ سے نہ رہا گیا میں نے کہا۔ "ارے خدا کا خوف کرو اتنا مہر، لڑکا دے بھی سکے گا"، اتنا کہنا تھا کہ پھر عورتیں

برس پڑیں اور کہا" لڑکی کوئی فقطنی ہے کہ آنے دو آنے پر شادی ہو جائے
ابھی کل کی بات ہے کہ اس کی بڑی بہن کا مہر سوا لاکھ روپیہ رکھا گیا
تھا، تم بھی کیا خوب مشورہ دیتی ہو، تم چاہتی ہو کہ لڑکی کو مفت دے دیا
جائے، میں نے کہا بہن ہوش کرو، میں کب یہ کہتی ہوں آنے دو آنے کا
مہر باندھو، ایسا مہر باندھو کہ لڑکا دے، تم تو مسلمان ہو، دیکھو حضرت
فاطمہؓ سرکارؐ کی کتنی محبوب بیٹی تھیں، مگر آپ نے اپنی محبوب بیٹی کا کتنا
مہر باندھا تھا، ایک طرف سے آواز آئی تو اس کے معنی یہ تو نہیں کہ آپ
نے زیادہ مہر باندھنے کو منع بھی فرمایا۔ میں نے جواب دیا یہ بھی تو سوچو
کہ مہر کا مطلب کیا ہوتا ہے، شوہر پر ضروری ہوتا ہے کہ وہ ادا کرے
اگر ادا نہ کرے تو مہر باندھنے کا فائدہ کیا، یہ تو پھر ایک کھیل تماشہ ہو گیا
دوسری طرف سے آواز آئی۔ اوہو، یہ کون ہے جو ہم کو سبق پڑھانے
چلی ہے، بھائی جب میاں بیوی ہوں راضی تو کیا کرے قاضی، جب
سسرال والے راضی ہوں تو اتنا مہر باندھنے میں کیا حرج ہے۔
باہر سے آواز آئی جلدی کرو، دیر ہوتی ہے، یہاں سے جواب
دیا گیا ایک لاکھ۔ لیجئے اب میدان جنگ اندر سے باہر منتقل ہو گیا، باہر
سے اندر، اندر سے باہر پیامات، سوالات و جوابات کا ایک سلسلہ قائم
ہو گیا، ایک گھنٹہ اور لگا، اور اسی ہزار پر بات طے ہو گئی،
میرا خون کھولنے لگا، میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا، ایسی سوسائٹی
ایسا سماج، جس میں نام و نمود، فخر و مباہات، دنیا پرستی کا ایسا جال ہو

قابل نفریں ہے۔
یہ جملہ سنتے ہی ایک خاتون بول اٹھیں، بس بس بہن رہنے دو،
یہ بدشگونی مت کرو، اللہ لڑکی کی قسمت اچھی کرے، دولت تو پرچھائیں
ہے، آتی جاتی ہے، ایسی بات زبان سے مت نکالو، یہ باتیں اپنے گھر
میں رکھو۔
مبارک مبارک کی آوازیں بلند ہوئیں، ریکارڈنگ اور زور سے
ہونے لگی، اور ایسی ویسی ریکارڈنگ نہیں بلکہ نہایت فحش گانے
شروع ہو گئے لیکن فلم زدگی کے دور میں بڑی سے بڑی عقل پر
بھی پردہ پڑ گیا ہے، ذرا کوئی ان گانوں کے لگانے والوں سے
کہے کہ جو الفاظ ان گانوں میں آتے ہیں اور جن واقعات کا ذکر آتا ہے
یہ اپنی زبان سے کہو تو شرم آئے گی، افسوس ہے کہ ادھر نکاح ہو رہا
ہے اور جائز طریقے سے میاں بیوی کا رشتہ ہو رہا ہے، ادھر چیخ
چیخ کر ریکارڈ کے ذریعہ آزادی سے مرد و عورت کو ملنے کی
دعوت دی جا رہی ہے اور بے حیائی کا پرچار کیا جا رہا ہے اور
سن کون رہے ہیں، یہ ماں، بہن، یہ بیٹی، یہ بہو، یہ باپ، یہ
بھائی، عصمت و عفت کے پرخچے اڑتے ہوئے سن رہے ہیں مگر
مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے۔
میرا جی کئی بار چاہا کہ اٹھ کر چلی جاؤں مگر میں کامیاب نہ ہو سکی
ادھر نماز کا وقت آیا مگر نقارخانہ میں طوطی کی آواز کی کیا قیمت!

میں نے کہا۔ بی بیو! نماز تو پڑھ لو، اچھا اچھا کہہ کے ٹال دیا گیا۔

اور ایک دو طرف سے آوازیں آئیں :

"لو پارسائن پھر بولیں"۔

کسی نے کہا۔ "یہ کون ہیں جو خواہ مخواہ دوسروں میں خلل انداز ہو رہی ہیں"

میرے کانوں میں جب یہ آوازیں آئیں تو تن بدن میں آگ لگ گئی اور دل و دماغ نے جواب دے دیا، میں نے کہنا شروع کر دیا اور خوب خوب دل کا بخار نکالا اور یہ کہہ کر اٹھ گئی :

"مجھ کو ایسی محفل میں شرکت کی کوئی ضرورت نہیں جس میں خدا اور رسول کا بالکل پاس نہ ہو۔

ہمارے حضورؐ

از: امۃ اللہ تسنیم

بچوں کے لئے اپنے طرز پر ایک نئی آسان اور مفید کتاب، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بڑے اچھے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے، جو بچوں کے نصاب میں داخل کرنے کے لائق ہے، یہ کتاب امۃ اللہ تسنیم صاحبہ ..... کی قصص الانبیاء کا آخری حصہ ہے ——— قیمت ایک روپیہ پچاس نئے پیسے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام، ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ

حضرت حسن بصریؒ

حجّاج کے دربار میں

از: ——— طاہرہ بیگم پروین

اس کارگاہ زمانہ کا ہمیشہ سے عجیب دستور رہا ہے کہ سچ بات کہنے والوں کی زبانوں پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں اور اس کو مختلف طریقوں سے زیر کیا جاتا ہے، لیکن دراصل اسی شخص کو سُرخروئی اور سربلندی نصیب ہوتی ہے جو رضائے حق کی جستجو میں سچ بات کہنے سے کسی ظالم جابرؐ سے نہیں ڈرتا۔ ذیل کے واقعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جائیگی کہ حجاج بن یوسف کے مقابلہ میں حضرت حسن بصریؒ کو اللہ تعالیٰ نے کیسی کامیابی عنایت فرمائی۔

حجاج بن یوسف نے ایک بہت عالی شان محل تعمیر کرایا، جب وہ مکمل ہو گیا تو حضرت حسن بصری کو دیکھنے کے لئے بلایا، آپ نے محل میں قدم رکھتے ہی فرمایا۔ "الحمد للہ کہ سلاطین اپنے لئے ان عالی شان محلات میں عبرت دیکھتے ہیں، مگر ہم روزانہ ان میں عبرت دیکھتے ہیں، ان میں سے جب کوئی محل تعمیر کرا لیتا ہے تو اس کو مزین کرنے کے لئے انواع و اقسام کی چیزیں مہیا کرتا ہے، خوشنما فرش لگواتا ہے، دروازوں پر سواریاں کھڑی

شرمناک بھیک

(معاصر روزنامہ الجمعیۃ دہلی کے اداریہ سے)

ناپاک رسم ہندستان اور پاکستان کے مسلمانوں میں جہیز کی لعنت موجود ہے۔ صوبۂ بہار میں اس لعنت کو تلک کی رسم کہا جاتا ہے، بہار میں تلک کے نام سے جو رسم جاری ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے لڑکے والے پیشگی شرط لگاتے ہیں اور جب تک وہ منھ مانگے جہیز یا تلک کا وعدہ نہیں لے لیتے اس وقت تک شادی کے لئے تیار نہیں ہوتے، اگرچہ قانون کی رُو سے جہیز کا لینا اور دینا ناجائز ہے لیکن اس میں تحفہ کی ایک ایسی پخ لگادی گئی ہے کہ اس کے نام سے جہیز کا پورا کاروبار چل رہا ہے اور یہ شرمناک بھیک صوبۂ بہار کے مسلمانوں میں اپنی جائز حدود سے بہت آگے نکل گئی ہے

بے حسی کی انتہا بے حسی کا یہ عالم ہے کہ جہیز کی مخالفت ہوتی ہے تو اس پر معمولی توجہ بھی نہیں دی جاتی، حالانکہ اسکی وجہ سے خاندان کے خاندان تباہ ہو رہے ہیں، جوان لڑکیاں شادی کے بغیر بیٹھی ہیں، شادی کے بعد جہیز کی کمی پر جھگڑے اور فساد ہوتے ہیں لڑکی اور اس کے ورثاء کے جذبات کو مجروح کیا جاتا ہے اور گھر بلو نظام تہہ و بالا ہو رہا ہے لیکن جہیز کے تباہ کن نتائج کا احساس تک نہیں ہوتا۔

اگر تلک کی رسم کے خلاف کوئی مضمون شائع ہوا تو اس پر سرسری نگاہ ڈال لی اور اس کا کوئی اثر دل و دماغ قبول نہ کر سکا جس ناپاک رسم سے پوری معاشی زندگی متاثر ہوتی ہے، اس کے ساتھ مسلمانوں کا یہ سلوک ہے گویا اس کی کوئی اہمیت نہیں اور یہ صرف ملّانوں کا وعظ ہے، جسے صرف ثواب سمجھ کر سُن لینا چاہیئے

اسکی اصلاح کیسے ہو؟ قرآن کریم نے اپنے بارہ میں یقین دلایا ہے کہ وہ مسلمانوں کو مشکلات میں ڈالنے کے لئے نہیں آیا۔ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى قرآن تو مسلمانوں کی مشکلات دور کرنے اور خود مسلمان مشکلات کو دعوت دیں اور اپنی زندگی کو تخریب و تباہی کے حوالہ کر دیں، امارت شرعیہ کے مبلغین دیہات میں تلک کے خلاف تقریریں کرتے اور مسلمانوں کو اس سے بچنے کی تلقین فرماتے ہیں لیکن اسلامی کاموں میں حصہ لینے والوں کو اپنے تجربات پر نظر ثانی کرنی چاہیئے، کیا ان کا تجربہ انھیں یہ نہیں بتاتا کہ تقریروں اور وعظوں سے کبھی کچھ نہیں ہوا، وہ زمانہ گزر گیا جب ایک وعظ سُن کر ہزاروں انسان بُرائیوں سے تائب ہو جاتے تھے، کیونکہ اس زمانہ میں نیکی اور بدی کی حس موجود تھی، اور لوگ اپنے کردار کو اسی معیار پر جانچتے تھے آج یہ حس ختم ہو گئی ہے اور ہر شخص اپنے مفاد میں سوچتا ہے، اگر تقریروں اور اخبارات کی چیخ و پکار کا کوئی اثر ہوتا تو مسلمان بن چکے ہوتے، اب علماء کرام کو جدید ذہنی رجحانات کا جائزہ لے کر کوئی عملی

قدم اُٹھانا چاہیئے، آج کے دَور میں تو یہ سمجھنا بھی دشوار ہے کہ سماجی اور اخلاقی بگاڑ کے طوفان کو روکنے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے اور جدید رجحانات کا، مقابلہ کیونکر کیا جا سکتا ہے، اب علمائے کرام کو فتووں اور وعظوں کے بجائے کوئی دوسری راہ اختیار کرنی ہو گی کیونکہ زمانہ کی تبدیلیوں کے مقاصد تو نہیں بدلتے لیکن ذرائع بدل جاتے ہیں اور جب تک علمائے کرام جدید وسائل اختیار کر کے میدان میں نہیں آئیں گے وہ کسی میدان کو سر نہیں کر سکیں گے۔

انتہائی شرمناک

جہاں تک لکھنے کا تعلق ہے اس کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری رہا ہے اور ہم بھی نوجوانوں سے صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ دوسروں کے مال پر نظر رکھنا اور یہ خواہش رکھنا کہ لڑکی اپنے ساتھ مال و دولت لائے تو ان کا گھر بسے، ان کی جوانی کے لئے انتہائی شرمناک ہے، وہ نوجوان انتہائی طور پر کمینہ اور ذلیل ہے جو اپنی کمائی سے خدمت کرنے کے بجائے دوسروں کی کمائی سے اپنا گھر بھرے اور بیوی سے کہے کہ اُس نے اپنے والدین سے دس ہزار روپئے کیوں نہیں دلائے، سائیکل، گھڑی، ریڈیو، موٹر اور سونے کے زیورات سے اس کا منھ کیوں نہیں بھرا؟ اس جوان پر لعنت ہے جو دوسروں پر بھروسہ کرے اور خود خدمت کرنے کے بجائے دوسروں سے خدمت لے، اگر مسلم معاشرہ ایسے نوجوانوں کو نظروں سے گرا دے اور انھیں ذلیل قسم کا گداگر بلکہ ڈاکو قرار دے تو شاید ان بے غیرتوں کو ہوش آئے اور وہ مفت کا مال ہتھیانے پر

آمادہ نہ ہوں، اگر لڑکی والے عزم کر لیں کہ وہ کسی حالت میں ان گداگروں کو منھ نہ لگائیں گے اور دولت کے بجائے شریف لڑکی کی عزت کرائیں گے تو منھ پر لگے ہوئے خون کے دھبے بہت آسانی سے مٹ سکتے ہیں، اصل بگاڑ کی جڑ تو یہی لڑکی والے ہیں جو لڑکوں کو منھ بھرائی دیتے اور جب گداگر کی طرف سے ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کا نعرہ لگتا ہے تو شکایت کرتے ہیں۔

"ندائے ملت"

"انوار"

ایک نئی تصنیف منظر عام پر

اس کتاب کا موضوع رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے کتاب پر مختلف الخیال علمائے کرام کی تقریظوں کا اجماع ہے، اسکی افادیت و اہمیت کا اندازہ ذیل کے دو تأثرات سے بھی بآسانی کیا جا سکتا ہے جو اسی کتاب کی تقریظات سے اقتباس ہیں:-

"کتاب کا نام "انوار"، کتاب کا موضوع و مضمون محبت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پھر کتاب کا ایک ایک صفحہ کیسے مطلع انوار نہ بن جائے ....."

(مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی)

"انوار کو شروع سے آخر تک دیکھا اور استفادہ کیا، اُردو میں یکجا اس موضوع پر کوئی کتاب یا رسالہ نظر سے نہیں گزرا تھا۔"

(ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب سابق صدر شعبۂ فلسفہ جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن)

کتاب کے مصنف: سید محمد ساجد ندوی محمود آبادی ہیں

قیمت مجلد مع گرد پوش .. .. .. دو روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ اسلام ۳۷، کوئن روڈ، لکھنؤ

عائشہ خیری

سراپا حقیقت

ایک اُستانی بچیوں سے :

" اچھا بتاؤ، اللہ تعالےٰ کو سب سے زیادہ کون سا عمل پسند ہے ؟

ایک بچی : "اچھے اخلاق"،

دوسری بچی : نماز،

تیسری بچی ماں باپ کی خدمت،

اُستانی : شاباش بچیو ! تینوں کے جواب بہت اچھے ہیں۔

ماں : اچھا بیٹی بتاؤ جنت کہاں ہے ؟

بیٹی : میری اچھی ماں، جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے،

حُسن عمل

ایک شوہر اپنی بیوی سے، " میں تم سے روز کہتا ہوں کہ میں جب آیا کروں تو تم زیب آرائش کا اہتمام کیا کرو۔

بیوی : آخر آپ کو کیا پسند ہے کہ میں اس کو کیا کروں ؟

شوہر : یہی نا، کہ اچھے اچھے کپڑے پہنو، مُسکرا کر بات کرو، میں جب

آؤں تو میری خدمت کے لئے تیار رہو، مجھ کو حُسن صورت بہت پسند ہے۔

بیوی : اور میری بھی ایک پسند ؟

شوہر : وہ کیا بتاؤ۔

بیوی : تو کیا آپ اس پر عمل کریں گے ؟

شوہر : ہاں ضرور جب ہی تو ہماری تمھاری زندگی خوشگوار گزرے گی۔

بیوی : آپ کو حُسن صُورت پسند ہے، مجھ کو حُسن سیرت، میں زیب و زینت اور حُسن کلام سے آپ کا دل خوش کروں، آپ اپنے حُسن عمل، حُسن سیرت اور اخلاق سے میرے دل کو اپنا لیں میں آپ کی عمر بھر احسان مند رہوں گی۔

(اس بیوی کی عقل و ذہانت کی داد دیجئے۔)

ایک سوال چار جواب

عورت کا اصل جوہر کیا ہے ؟

ایک سہیلی ، اچھی صورت ،

دوسری سہیلی ، شاندار لباس ،

تیسری سہیلی ، طرز کلام،

چوتھی سہیلی ، شرم و حیا،

جس عورت میں شرم و حیا نہیں وہ باوجود اچھی صورت، شاندار لباس، میٹھی اور لبھانے والی باتوں کے دو کوڑی کی بھی نہیں۔

ایسی ہونہار لڑکی کی ہر خاندان کو ضرورت ہے

ایک شادی میں برات آچکی تھی، لڑکے والوں کی طرف سے دس ہزار روپئے نقد کا مطالبہ تھا، لڑکی والے غریب تھے، وہ سٹ پٹا گئے، نہ تو دس ہزار روپئے دے سکتے تھے، نہ بارات کو واپس کر سکتے تھے کہ خاندان میں ناک کٹ جانے کا ڈر تھا اور عمر بھر کی ذلت تھی، لڑکے والے اس مطالبہ پر جم گئے، اسی شش و پنج میں ایک دن گزر گیا، لڑکی پیچ و تاب کھا رہی تھی، جب رات ہونے لگی تو لڑکی نے ہمت کر کے اپنی سہیلوں سے کہا کہ کیا بات ہے، ایک سہیلی نے واقعہ بیان کیا، لڑکی آگ بگولا ہو گئی اور روایتی حجاب کو بالائے طاق رکھ کر جواب دیا کہ میں ایسے بھکاریوں میں جانا گوارا نہیں کر سکتی، اگر میرے والد وہ روپیہ دے بھی دیں تب بھی میں راضی نہیں ہوں۔ اس صاف جواب پر ساری برادری دم بخود ہو گئی، بارات نامراد واپس ہوئی اور لڑکی نے اپنے باپ کو بڑی مصیبت سے بچا لیا۔

خدا تو دیکھ رہا ہے

ایک ماں : بیٹی ابھی اندھیرا ہے اُٹھ اور دودھ میں پانی ملا دے۔

بیٹی ـــ : کل ہی تو امیر المومنین نے اس کے خلاف اعلان کرایا تھا

ماں ـــ : ارے بے وقوف، امیر المومنین کہاں دیکھ رہے ہیں؟

بیٹی ـــ : اگر امیر المومنین نہیں دیکھ رہے ہیں تو ہمارا آپ کا خدا تو دیکھ رہا ہے، اسکی نگاہ سے کہاں چھپ سکتے ہیں؟

اور اس کے بعد؟

آزادی پسند شوہر : دیکھو موسم کتنا خوشگوار ہے، سامنے کلب ہے وہ ترنم ریز موسیقی اور مست کر دینے والی ادائیں کیا تم کو دعوت نہیں دیتیں، تم کتنی بدذوق ہو یہ لطف و مسرت کے لمحے کیوں ضائع کرتی ہو، دیکھو لوگ انتظار میں ہیں چلو اور عیش و مسرت کی گھڑیاں گزاریں

بیوی : یہ عیش و مسرت، یہ موسیقی کی دھنیں، یہ مستانی ادائیں، ہائے ان کا انجام، موت اور پھر؟

شوہر : کیا کہا موت، بدشگونی کرتی ہو، کیا موت کے تصور سے ہم لطف و سرور کے لمحات ضائع کر دیں۔

بیوی : آپ کو یہ لطف و مسرت کے لمحے سکون بخش نظر آرہے ہیں اور میری نگاہ میں موت کی تلخی اور اس کے بعد اس آزادی، بے حیائی کے بدلے۔ آسمان سے باتیں کرتی ہوئی آگ کی لپٹیں، اور لرزا دینے والی سزائیں پھر رہی ہیں، آہ وہ آدمی کتنا بد اندیش ہے جو چند لمحوں کی مسرت کے آگے طویل عذاب کو نظر انداز کر دے،

شوہر : تمہارے وعظ سے میں اُکتا گیا ہوں، چلنا ہو چلو۔

بیوی : میں بڑا خطرہ مول نہیں لے سکتی۔

شوہر : اچھا یاد رکھو، میری نافرمانی سے تمہارا انجام اچھا نہ ہوگا

بیوی : خدا کی نافرمانی سے آپ کا انجام بُرا ہوگا۔

شوہر : تمہاری دنیا میرے ہاتھ ہے۔ تم اپنا نقصان کر رہی ہو،

بیوی : میری آخرت خدا کے ہاتھ ہے اور وہ دنیا سے ہزار گنا بڑھ کر ہے۔ اور پردہ گر جاتا ہے۔

کرم کی نظر

آمنہ اللہ تسنیم

سوئے آسماں ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہیں
ندامت سے سر کو جھکائے ہوئے ہیں

نگاہِ کرم کے طلب گار ہیں ہم
اگرچہ بُرے ہیں گنہگار ہیں ہم

دوائے دلِ مضطرب دینے والے
بھلے اور بُروں کی خبر لینے والے

زمانہ کی گردش سے مجبور ہیں ہم
پریشاں ہیں فکروں سے رنجور ہیں ہم

خیالات مایوس کُن آ رہے ہیں
بہت گرچہ ہم دل کو سمجھا رہے ہیں

بہت مدتوں سے مسلط خزاں ہے
نہ مُرجھائے کیوں کر کہ دل ناتواں ہے

گھٹا آئے ابرِ گہر بار بن کر
خوشی اور مسرت کے آثار بن کر

تجھی سے ہے فریاد اے ربِ اکبر
ہمارے دلوں پر کرم کی نظر کر

زمانے کی ٹھوکر سے ہم کو بچائے
جو سوتے کبھی ہوں ہم تو ہم کو جگالے

کوئی آفت آئے تو ہشیار کر دے
مصیبت سے پہلے خبردار کر دے

بنا دل کو علم اور حکمت کا مرکز
ذہانت، ذکاوت، فراست کا مرکز

عطا کر مجھے اب وہ ایمان کامل
کہ روشن ہو جس سے سراپا مرا دل

زباں پر ہو ہر دم ترا ذکر جاری
رہے ذکر سے بس زباں تر ہماری

تمنا مجھے بس ترے دید کی ہو
خوشی جیسی لوگوں کو یاں عید کی ہو

دمِ واپسیں تیرا کلمہ ہو جاری
زباں ایک لحظہ نہ بند ہو ہماری

اسی ذوق اور شوق میں جان نکلے
مرا آخری یہ بھی ارمان نکلے

تمنا ہے تسنیم کی ربِ اکبر
کہ دونوں جہاں میں ہو انجام بہتر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی

حضرت اروی رضؓ بنت عبدالمطلب

سعید الاعظمی ندوی

حضرت اروی کا شمار ان جلیل القدر صحابیات میں ہے جنھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ مدد کی، اسلام لانے سے قبل بھی حضور اکرمؐ کو بہت چاہتی تھیں اور آپ سے بیحد محبت فرماتی تھیں، مسلمان ہونے کے بعد اس محبت میں کافی اضافہ ہو گیا اور قدم قدم پر آنحضرتؐ کی مدد کے لئے حاضر ہوتیں، اپنے صاحبزادے حضرت طلیب رضی اللہ عنہ کو آپ کے لئے ہر وقت سینہ سپر رکھتیں۔

ایک دن حضرت طلیب گھر میں آئے اور انھوں نے اپنی والدہ حضرت اروی رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں مسلمان ہو گیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو بن گیا، اُنھوں نے اس بات پر اتفاق کیا اور پوری تائید کی اور فرمایا اگر ہم کو بھی مَردوں کی طرح طاقت حاصل ہوتی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے اور ان کے پیرو بن جاتے، حضرت طلیبؓ نے فرمایا کہ آپ کے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جس طرح مسلمان ہو گئے آپ بھی اسلام قبول کر لیجئے، انھوں نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو میری ساری بہنیں چھوٹ

جائیں گی اور میں بالکل اکیلی رہ جاؤں گی، حضرت طلیبؓ نے جواب دیا کہ میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ حضور اکرمؐ کے پاس تشریف لے چلیں اور کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کرلیں۔

حضرت اروی نے صاحبزادہ کی درخواست منظور کرلی اور مشرف بہ اسلام ہوگئیں، مسلمان ہونے کے بعد ہر وقت حضور کی مدد کے لئے اپنے آپ کو حاضر رکھتیں اور صاحبزادے کو ہمہ دم آپ کی مدد کے لئے ترغیب دلاتی رہتیں اس تربیت کا اثر یہ تھا کہ حضرت طلیب کسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بات سننے کے لئے تیار نہ تھے اور آپ کے دشمنوں سے برابر مقابلہ اور آپ کی طرف سے مدافعت کرتے رہتے، یہاں تک کہ ایک دفعہ کفار قریش نے ان کو قید کرلیا اور ابولہب بعد میں ان کو چھڑایا اور پکڑ کر ان کی والدہ حضرت اروی کے پاس لے گیا اور کہا کہ تمہارا لڑکا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے لڑتا ہے اور ان کی حمایت میں اپنے آپ کو ہلاک کر رہا ہے اسلئے براہ کرم آپ ان کو اس حرکت سے باز رکھئے۔ حضرت اروی نے فرمایا کہ ابولہب تم کو معلوم نہیں ہے کہ طلیب کا سب سے بہتر دن وہی ہے جس میں وہ اپنے ماموں زاد بھائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کرکے اپنے آپ کو ہلاک کرنے کی فکر میں ہو، بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں، ابولہب نے دریافت کیا، کیا تم نے بھی ان کے اسلام کو قبول کرلیا؟! جی ہاں میں بھی مسلمان ہوگئی، حضرت اروی نے جواب دیا، ابولہب غصہ سے بھر گیا اور کہا کہ کتنے تعجب کی بات ہے!

عبدالمطلب کے دین کو چھوڑ کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کو اختیار کر رہی ہو۔

حضرت اروی نے کہا کہ جاؤ اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو منع کرو، اگر وہ مان جائیں اور ان کا دین غالب نہ آسکے تو تم کو اسلام لانے اور نہ لانے کا اختیار ہوگا۔

ابولہب نے کہا کہ غلبہ تو ہم کو حاصل ہی ہے، تم دیکھتی نہیں ہو کہ پورا عرب ہمارے ساتھ ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بالکل ایک نیا دین لے کر آئے ہیں۔

آخر کار ابولہب نہ مانا اور حضرت اروی اس کو کسی طرح رضامند نہ کرسکیں، اسی طرح ابولہب کی کوشش بھی حضرت اروی کو اسلام سے منحرف کرنے میں ناکام رہی۔

حضرت اروی اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کا فرض اپنی زندگی بھر انجام دیتی رہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حمایتی اپنے آپ کو ظاہر کرنے سے ذرا بھی نہ ڈریں، حضرت طلیبؓ کو حضور اکرمؐ کے کاموں میں ان کے دوش بدوش دیکھ کر بہت خوش ہوتیں اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتیں،

حضرت اروی مہاجر صحابیات میں سے ہیں، ان کو شعر گوئی کا ملکہ بھی تھا، عرب کی شاعرات میں ان کو ایک بلند مقام حاصل ہے، اپنے والد عبدالمطلب کی وفات پر انھوں نے ایک مرثیہ کہا تھا جس کا مطلع یہ ہے: